امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی کی معیت میں چند ایام سعادت

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

دارالعلوم دیو بند کے فیض یافتگان، فرزندان نامور اور مشاہیر علمائے وقت میں ایک بلند پایہ شخصیت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مد ظلہ کی ہے۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کو جانشین شیخ الہند شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے نسبت تلمذ کا شرف اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے تعلق بیعت و شرف اجازہ، ہدایت وارشادِ طالبین حق اور منصبِ خلافت حاصل ہے۔ وہ ایک جامع العلوم عالم دین اور بلند پایہ مفسر قرآن ہیں۔ حضرت لاہوری کے خلفائے کرام میں قرآن حکیم کے درس وتدریس سے ان کی طبیعت کو سب سے زیادہ مناسبت، مطالعہ فن سب سے زیادہ وسیع، نظر سب سے زیادہ عمیق، شوق و عرصہ، خدمت فراواں و وسیع اور فیضان سب سے زیادہ عام ہے۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کے خصائص درس و افاضہ اور محاسن فکر و سیرت معروف اور خدمات علمیہ و دینیہ معلوم ہیں۔

حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی نور اللہ مرقدہ کی صحبت سے بھی فیض اٹھایا ہے۔ حضرت امام کے مراجعت وطن کے سفر میں انھیں معیت کا شرف حاصل تھا اور حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی کی معرکہ آرا تصنیف حجتہ اللہ البالغہ کے بعض مقامات کے حل کے لیے ان کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا تھا۔ حضرت مخدومی قاضی صاحب مد ظلہ، نے ان ایام سعادت اور درس و صحبت کے شرف و فیضان کا ذکر ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری کے نام ایک نامہ، عنبر شامہ میں اور ایک کتابچے بہ عنوان "ہدیتہ الفقیر فی خدمتہ طلباء علم التفسیر" میں فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے اس جوے فکر آفرین وایمان پرور سے قارئین کے ذوق علمی و دینی کی سیرابی کا سامان بہم کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ابو سلمان صاحب کے نام مکتوب سامی میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مد ظلہ لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نور اللہ مرقدہ کی رفاقت اور زیارت کا شرف اس گناہ گار کو ۱۹۳۸ء کے آخر سے ۱۹۳۹ء کے اوائل تک میسر رہا۔ اس معیت کی ابتدا تو مسجد حرام سے ہوئی اور انتہا کراچی کی

بندرگاہ پر ہوئی ۔ الحمد للہ یہ گناہ گار جو کسی طریقے پر اس کا اہل نہ تھا اس عظیم القدر دینی، علمی اور روحانی راہ نما کی خدمتِ بابرکت میں ایسے اوقات میں رہا جس سے زیادہ بابرکت اوقات نہیں ہو سکتے ۔ اس سعادت کا کچھ ذکر تو میں نے اپنے ایک رسالہ حدیثۃ الفقیر میں کیا ہے، جو ارسال کر رہا ہوں ۔ اور جو مزید باتیں یاد ہیں وہ عرض ہیں ۔

اس گناہ گار کو حج بیت اللہ اور زیارت بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت ۱۹۳۸ء میں ہوئی ۔ مسجد حرم میں حضرت مولانا، نماز عصر ادا فرما کر (پاکستانی لحاظ سے) رو بمشرق بیٹھ جایا کرتے تھے اور بیت اللہ کی زیارت فرمایا کرتے تھے ۔ کسی کے ساتھ بات چیت نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ گفتگو سے منع فرماتے تھے ۔ بیت اللہ کی زیارت کا حکم اور اس کے اجر و ثواب کو مختصراً بیان فرما دیا کرتے تھے ۔ (یہی طریق کار حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا بھی رہا ہے ۔ طواف سے فراغت پر زیارتِ بیت اللہ فرمایا کرتے تھے جس کا اظہار آپ نے اپنے منظوم کلام میں بھی فرمایا ہے ۔) یہ گناہ گار بھی حاضر ہو جاتا تھا ۔ جب یہ معلوم ہوا کہ مولانا کو ہندوستان واپس جانے کی اجازت مل گئی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سندھیا کمپنی کے مشہور جہاز المدینہ سے واپس جا رہے ہیں اور اس گناہ گار کی واپسی بھی اسی جہاز سے ہے جبکہ حج کے لیے جاتے ہوئے اسی کمپنی کے جہاز الہند کا سفر تھا ۔ کمپنی نے از خود واپسی اسی جہاز المدینہ میں کر دی ۔ یہ بھی منجانب اللہ رحمت تھی ۔ احقر نے حضرت سے اپنی واپسی کا مختصر ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں حجۃ اللہ البالغہ یہاں سے خرید لوں اور جہاز میں چند اسباق پڑھ کر آپ کا نااہل تلمیذ ہونے کی سعادت حاصل کر لوں ۔ حضرت نے خوشی سے اجازت فرمائی ۔ میں نے حجۃ اللہ کا پرانا نسخہ دو روپے میں مکہ مکرمہ ہی سے خرید لیا ۔ المدینہ جہاز کے بالائی حصے میں مسجد تھی ۔ حضرت مولانا نماز عصر اس میں ادا فرما کر اس گناہ گار کو دو چار سطریں پڑھا دیا کرتے تھے ۔ زیادہ گفتگو نہ فرماتے تھے نہ پسند کرتے تھے ۔ کراچی آنے سے یہ مبارک معیت ختم ہو گئی پھر زیارت کا موقعہ نہ ملا ۔"

۱۹۴۲ء میں جمعیتہ العلماء کی سالانہ کانفرنس منعقدہ لاہور کے موقع پر صرف مصافحے کی سعادت حاصل ہوئی ۔ حضرت ان ایام میں شیرانوالہ مدرسہ قاسم العلوم کے ایک کمرے میں قیام پذیر تھے ۔ جہاں تک یاد ہے حضرت سندھی نے نہ تو جمعیت کے کسی اجلاس میں شرکت فرمائی اور نہ ہی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے ۔ جب کہ سب اکابر حتیٰ کہ مولانا ابو الکلام آزاد بھی تشریف لائے تھے اور خطاب فرمایا تھا ۔

چونکہ مولانا سندھی واقعی امام انقلاب تھے وہ کسی سریعتہ الحرکتہ انقلاب کے خواہش مند تھے جس کو مرحوم نے روس اور ترکی میں دیکھا تھا، مگر ہندوستان کا معاملہ دگرگون تھا ۔ خود ان کے شیخ شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے مالٹا سے واپسی پر اپنے سابقہ طرز عمل کو تبدیل فرما دیا تھا ۔ ادھر حضرت شیخ الہند

کے مالٹا کی اسارت کے زمانے میں حضرت سندھی سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔(یہ احقر کی اپنی رائے ہے چوں کہ احقر کسی میدان کا واقف نہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ یہ رائے بھی باصواب نہ ہو"۔

ہدیتہ الفقیر... میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ، فرماتے ہیں:

مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے ملاقات اور استفادہ

"چوں کہ یہ ایک قرآنی محفل ہے اس لیے قرآن کریم کے متعلق چند باتیں عرض کروں گا۔ یہ باتیں میری اپنی نہیں بلکہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی ہیں۔ میں نے ۱۹۳۹ء میں پہلا حج کیا ہے۔ اب تو وہاں کے حالات بدل گئے ہیں۔ اہل مکہ مکرمہ بہت مالدار ہو گئے ہیں۔ اس وقت غربت بہت زیادہ تھی اب تو لوگ حج پر جاتے ہیں اور بعد میں بازار جا کر اشیا خریدتے ہیں۔ اس وقت ایسے بازار نہیں تھے۔ حجاج کرام، علمائے کرام اور صوفیائے کرام کی تلاش میں رہتے کہ مکہ مکرمہ کے اندر اولیاء اللہ ہیں۔ ان کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھیں۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہمارے سارے اکابر کے شیخ الطریقہ اور سید الطائفہ ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف میں اکثر اوقات ۳۶۰ اولیاء اللہ موجود رہتے ہیں۔ (حضرت تھانویؒ کا واعظ البلیغ نمبر ۲، جلد نمبر ۱۱ ذی قعدہ ۵۸ھ، ص ۴۱) تو میں نے بھی تلاش شروع کر دی کہ کوئی مل جائے تو حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے متعلق ہم نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے سنا تھا کہ بہت بڑے انقلابی ہیں، جلاوطن ہیں، چودہ سال سے مکہ مکرمہ میں ہیں تو ان سے ملاقات ہوئی۔ میں اور چند اور علما پاک و ہند کے تھے۔ وہ بیت اللہ شریف میں ہمارے پاکستان کے اعتبار سے قبلہ کی طرف بیٹھا کرتے تھے۔ پرانا برآمدہ تھا۔ ان کا چہرہ کعبتہ اللہ کی طرف ہوتا تھا مغرب کی طرف ایک دروازہ تھا جو اب بند ہے۔ وہاں پتھر جڑے ہوئے ہیں۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ عصر کی نماز کے بعد یہاں بیٹھا کرتے تھے۔ سر پر پگڑی نہیں ہوتی تھی بلکہ ننگے سر ہوتے تھے۔ صرف بیت اللہ شریف دیکھا کرتے تھے۔ ہم عصر کے بعد ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان کی طبیعت میں بہت جلال تھا۔ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس نہ آیا کرو۔ کس لیے آتے ہو۔ تم مجھے دیکھتے ہو یا بیت اللہ کو۔ بیت اللہ کی طرف دیکھو۔ بیت اللہ شریف کو ایک نظر دیکھنے سے چھ ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ اس لیے بیت اللہ کی طرف دیکھو میری طرف کیوں دیکھتے ہو، لیکن میں عصر کی نماز کے بعد ان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔

سفر مولانا سندھی کی رفاقت

ایک دن مجھے پتا چلا کہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو ہندوستان گورنمنٹ نے اجازت دے دی ہے اور واپس ہندوستان جائیں گے۔ پابندی ختم ہو گئی۔ آزادی مل گئی۔ ان کا جلاا ختم ہو گیا۔ مر ،اء، کے

ساتھ بیٹھتا تھا، میں نے پوچھا کہ آپ وطن کب جائیں گے۔ تو مجھے تاریخ بتائی جو میں نے نوٹ کی ہے اور فرمایا کہ المدینہ جہاز میں جاؤں گا جو سندھیا کمپنی کا جہاز ہے۔ اس میں مسجد بھی ہے۔ ایک مغل کمپنی ہے میں نے عرض کیا کہ میں بھی اسی میں جاؤں گا۔ فرمایا بہت اچھا۔ میں نے کہا کہ میری ایک عرض ہے۔ میں حضرت مدنیؒ کی وساطت سے ان سے بات چیت کرتا تھا۔ ربط تھا۔ ربط نہ چھوڑو۔ یہ ربط بہت بڑی شئے ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کو بھی نہ چھوڑو کہ اکابر علما دیوبند سے ربط کا قوی ذریعہ ہے اور دیوبند پاکستان ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میں حجتہ اللہ البالغہ کا کچھ حصہ آپ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ تو فرمایا ٹھیک ہے کتاب خرید لو۔ تو میں نے مکہ مکرمہ سے دو روپے میں حجتہ اللہ البالغہ خریدی، جو اب بھی میرے پاس ہے

ہم دونوں چل پڑے۔ خلاصہ یہ کہ عصر کی نماز کے بعد جہاز کی مسجد میں ہم بیٹھا کرتے تھے۔ سات دن تک ہم جہاز میں تھے۔

حجتہ اللہ البالغہ

میرا کیا علم تھا یا میری کیا استعداد تھی، ان کی باتوں کو یاد کرنے کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ انھوں نے مجھے حجتہ اللہ البالغہ میں چند مقامات دکھائے اور پڑھائے اور دوسری حجتہ اللہ البالغہ جو شاہ محمد اسحاق کی لکھی ہوئی ہے اور مکتبہ حرم میں موجود ہے اس سے موازنہ کرایا اور ارشاد فرمایا کہ موجودہ مطبوعہ نسخوں میں مثل الاعمال بنزوال الملائکہ آیا ہے۔ (حجتہ اللہ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۲۷) اور شاہ محمد اسحاق نے جو نسخہ لکھا ہے اس میں یتمثل بنزول الملائکہ آیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ قرآن کریم کا ترجمہ اور فہم قرآن کے لیے میرے لیے راہ نمائی فرمائیں۔ چوں کہ بہت خوش تھے، وطن واپس آرہے تھے تو فرمایا۔ دیکھو قرآن کریم کی تلاوت نہ چھوڑنا۔ ایک صفحہ پڑھو، لیکن پڑھا کرو روزانہ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا اتل ما اوحی الیک من الکتاب (العنکبوت نمبر ۵۷) نفس تلاوت عبادت ہے۔"

ہدیتہ الفقیر فی خدمتہ طلباء علم التفسیر حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی وہ تقریر ہے جو انھوں نے دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) میں ختم تفسیر قرآن حکیم کی مجلس میں فرمائی تھی۔ ٭